پیغمبر اکرمؐ کی محبوبیت

مؤلف: سید محمد طباطبائی
مترجم: مولانا مقداد حیدر روحانی

محبت معرفت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی،اسی طرح جیسے اطاعت بغیر محبت کے ممکن نہیں ہے۔ محبت تعلیم وتربیت کا محور ہے۔حق تعالیٰ نے رسول خدا کی اطاعت کو معیار محبت قرار دیا ہے۔حبیب خدا کی محبت اور ان کی پیروی انسان کو خدا کا محبوب بناتی ہے۔اگر نور محبت سے دل روشن ہو جائے تو نسیم محبت کے جھونکے اس پر بغیر وقفہ کے چلنے لگتے ہیں۔اگر فرشتے کثرت عبادت سے نہیں تھکتے،تو انسان بھی اسی طرح ہو جائے تو اس کے لئے بھی پرتو محبت میں، عبادت سے انس ملال آور نہ ہوگا۔

دعاؤں میں محبت خدا کی اصل شرط اس کے حبیب کی پیروی بتائی گئی ہےاور اس امر کا گناہ اور معصیت کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہوتا۔ایسے محبوب کا محب ہر رجس سے دور رہتا ہے۔محبت کی دلپذیر بحث، خصوصاًاللہ اور اولیاء اللہ کی محبت ،تڑپتے دلوں کو ترنم بخشتی ہے۔ پس محبت کی بحث کا آغاز ہمیشہ معرفت اور اطاعت کے ساتھ ہوگا۔انبیاء کرام اپنی محبوبیت کے مطابق مجذوب ہیں اور اس گلدستہ محبت کے حسین ترین پھول پیغمبر اعظمؐ ہیں۔

قُل اِن کُنتُم تُحبُّونَ اللہَ فاتّبعُونی یُحبِبکُمُ اللہُ وَ یَغفر لَکُم ذُنوبکُم وَاللہُ غَفُورٌ رَّحیمٌ[۱] حمد خدای سرمدی کے لئے موزوں ہے جس نے اپنی دعوت اور اپنے محبوب بندوں کی دعاؤں سے،فیض دائم کو تضمین فرمایا، تمام تعریفیں اسی کے لئے مناسب ہیں۔حمد کو نعمتوں کی قیمت ، بلاؤں سے حفاظت کا ذریعہ، نعمتوں اور بہشت جاوداں تک پہونچنے کا وسیلہ اور اپنے احسان وکرم میں اضافہ کا وسیلہ قرار دیا۔انبیاء کرام کی تحیت ابدی خصوصاً حضرت پیغمبر اکرمؐ کو مناسب ہے جو کہ خاتم رسولاں ،صدر نشین

۱۔ سورہ آل عمران، آیت ۳۱

محفل کروبیان، معلم ومدرس فرشتگان، ہستیِ عالم کے نور، محبوب حق تعالیٰ اور عالَم کے گوہر یکتا تھے۔ یہ تمام لباس کی منزل میں ہیں جو صرف پیغمبر اسلامؐ کے جسم رعنا و نفیس کے لئے مناسب ہیں۔ بیشمار درود اہل بیت عصمت وطہارتؑ پر مناسب تر ہے جو تاریکیوں میں شمع روشن اور امتوں کی نجات کا وسیلہ ہیں۔ گرانقدر فضیلتوں کا مرکز، برتر اور ہر رجس و نجاست سے پاک۔ حکم خداوند سے ہر بات کا علم رکھنے والے، خصوصاً حضرت خاتم امامت، مہدیِ موعود موجود جو کہ ہر تلخ حادثہ سے حفاظت وصیانت کا اہم ترین وسیلہ ہیں۔ ان ذوات مقدسہ سے تولا اور ان کے معاندین سے تبرا کرتے ہیں۔

اس مقالہ میں پیغمبر اعظمؐ کے کمالات کے بارے میں کچھ گوشے اجمالاً بیان ہوئے ہیں۔ بحث کے ضمن میں اطاعت و معرفت اور محبت کے مابین گہرے تعلق کے بارے میں بھی معلوم ہوگا جن کا شمار معارف اسلامی کے اہم موضوعات میں ہوتا ہے۔

محبت کی بنیاد اور معنی:

کلمہ محبت "حبّ" سے ماخوذ ہے جس کا مخالف "بغض" ہے۔ فارسی میں محبت کے کئی معنی ذکر ہوئے ہیں: دوست داشتن (دوست رکھنا، مصدر متعدی) اور دوستی اور دوست رکھنا (دوست داری، اسم مصدر)[1]۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں: بندہ سے خدا کی محبت یہ ہے کہ اپنی نعمتوں کو اس پر نازل کرے اور بندہ کی خدا سے محبت یہ ہے کہ خدا سے قریب ہونے کی چاہت رکھے۔ بندہ سے خدا کی محبت حقیقت میں خود اس سے محبت ہے کیونکہ بندہ کا کمال، خدا کے کمال کا جلوہ ہے۔

محبت یعنی چاہت اور جھکاؤ اس شیٔ کی طرف جسے شخص دیکھتا ہے اور خیر سمجھتا ہے جیسا کہ آیات اور روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ محبت کی تین قسمیں ہیں:

۱. خوشنودیِ خدا کے لئے محبت و دوستی، جیسا کہ سورہ انسان آیت نمبر ۸ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَيُطعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسكِيناً وَ يَتِيماً وَاَسِيراً یعنی اس کی دوستی اور خوشنودی کیلئے فقیر، اسیر اور طفل یتیم کو کھانا کھلاتے ہیں۔

۱۔ فرہنگ معین، ج ۳، ص ۳۸۹۲

۲. وہ محبت جو فائدہ کی بنیاد پر ہے، جیساکہ سورہ صف آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد ہوتا ہے: وَ اُخریٰ تُحِبُّونَهَا نَصرٌ مِنَ اللهِ وفَتَحٌ قَرِيب وَ بَشِّرِ المُومِنِينَ ۔اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو، خدا کی طرف سے مدد (نصیب ہوگی) اور فتح عنقریب ہوگی اور مومنوں کو خوشخبری سنادو۔

۳. فضیلت وبزرگی کے لئے محبت، جیسے اہل علم کی علم سے محبت۔اکثر محبت کی تفسیر چاہت اور ارادہ کے طور پر کی جاتی ہے، جیسے سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۸ میں ارشاد ہوتا ہے :فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَن يَتَطَهَّرُوا والله يُحِبُّ المُطَّهِّرِينَ یعنی اس مسجد میں وہ پاک طینت لوگ جو تہذیب نفس کے مشتاق ہیں،آتے ہیں اور اللہ پاک طینت اور مہذب لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہر محبت ارادہ ہے لیکن ہر ارادہ و چاہت ، محبت نہیں ہے۔ پس خداوند متعال کی بندوں سے دوستی و محبت وہی بخشش اور نعمتوں کا عطا کرنا ہے اور خدا سے بندوں کی محبت اس کا تقرب چاہنا اور ارادہ کرنا ہے اور اس کے نزدیک قدر و منزلت کا پانا ہے[1]۔ اصل کلمہ "حُبّ"، "حَبّ" اور "حَبَّہ" ہے جس کا مطلب بیج یا دانہ ہوتا ہے کیونکہ محبوب قلب کے مرکزی حصہ (بیج ودانہ) میں موجود رہتا ہے،اسی وجہ سے محبت کے عنوان کا اس پر اطلاق ہوتا ہے۔حب و محبت بمقابلہ بغض و نفرت ،اس چیز کے چاہنے کے معنی میں ہے جسے خیر (اچھا) جانتے ہیں یا خیر کا گمان ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں نے محبت کو طبیعت کے میلان کی جنس سے مانا ہے ،ارادہ کی جنس سے نہیں جیسے باپ کا بیٹے کی طرف طبعی رجحان[2]۔

معرفت اور اطاعت سے محبت کا رابطہ

محبت ، معرفت اور اطاعت کے بیچ ایک واسطہ ہے۔ محبت ایک طرف سے معلول معرفت ہے اور دوسری طرف سے اطاعت کی علت کیونکہ معرفت کے بغیر محبت حاصل نہیں ہوتی۔اسی طرح اطاعت بھی بغیر محبت کے حاصل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ محبت تعلیم کا محور قرار پائی۔ پیغمبر اکرمؐ جو حبیب خدا ہیں، اور لوگوں کے لئے معلم ورہنما بنائے گئے ہیں، اپنی اجر رسالت کو عترت طاہرین کی مودّت قرار دیا ہے،

۱۔ مفردات، ج۱، ص ۴۴

۲۔ مجمع البیان، ج ۲، ص ۴۵۳

قُل لا اسئلکم علیه اجراً اِلّاالمودۃ فِی القُربیٰ [۱] ۔ ترجمہ : اے پیغمبر کہو میں سوائے قرابتداروں کی مودّت کے اجر رسالت کچھ نہیں چاہتا۔

امام جعفر صادقؑ بھی فرماتے ہیں: " جو خدا کی نافرمانی کرے وہ محب خدا نہیں ہے"، اس کے بعد ان اشعار سے استشہاد فرمایا :

تعمی الا لـه وانـت تظهـر حبـه هـذا محـال فـی الفعـال بـدیع

لو کـان حبـک صـادق لاطعتـه ان المحـبَّ لمـن یحـب مطیـع

محبت دو چیزوں سے وابستہ ہے،ایک محبوب میں کمال کا ہونا دوسرا اس کی محبت کی معرفت۔ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

"اگر نور معرفت دل میں ضیا بار ہو جائے تو محبت کی خوشبو پھیلنے لگتی ہے۔" [۲]

اسی بنیاد پر ائمہ اطہارؑ معرفت الٰہی کے باب میں کمال کی آخری منزل پر پہونچے ہوئے ہیں۔اس وجہ سے خدا سے ان کی محبت مکمل محبت ہےاور اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے اعمال خدا سے عشق و محبت کی مناسبت سے ہیں۔

انسان کامل کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہوتی اور وہ لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلاتا بلکہ فقط خدا کی طرف دعوت دیتا ہے اسی وجہ سے اس کی محبت خدا کی محبت ہے۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۶۵ میں ارشاد ہوتا ہے: محبت ایسی شئے ہے جو اطاعت اور پیروی کے لئے راہ ہموار کرتی ہے ۔

اطاعت محبت کی پیداوار ہے اور محبت ، معرفت کی مرہون منت۔ گویا معرفت ، رجحان اور اعمال میں علت و معلول کی نسبت ہے۔ اگر کوئی حق تعالیٰ کا محبوب ہو گیا تو افعال خدا کے آثار اس سے ظاہر ہونگے ۔ دوسری طرف محبت میں کی گئی عبادت کمزوری نہیں لاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ فرشتوں میں عبادت خستگی کا سبب ہرگز نہیں بنتی۔ عبادت میں عدم نشاط اور تھکاوٹ ، فقدان محبت کی وجہ سے ہے۔ دوست سے گفتگو، ہم نشینی اور انس لذت بخش ہوتی ہے نہ ملال آور۔

۱۔ سورہ شوریٰ،آیت ۲۳

۲۔اذا تجلیٰ ضیاء المعرفت فی النواد هاج ریح المحبت

محبت کی قیمت اور اجرت

عشق یعنی محبت کامل اور صرف عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے بلکہ اس کی قیمت محبوب کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جس طرح علم کی قیمت، معلومات سے اور ہنر کی قیمت ہنر کے تعلق سے ہے۔ اس بنیاد پر اگر کوئی پتھر یا پیڑ پودوں کو دوست رکھتا ہے تو اس محبت کی قیمت اس پتھر یا اس پیڑ پودوں کے اندازہ کے مطابق ہے۔ اگر کوئی شخص بہشت سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت کی قیمت بہشت کی قیمت کے برابر ہے۔ لیکن اگر محبت کا تعلق اللہ کی ذات اقدس سے ہو، تو وہ محبت بے حد و اندازہ ہوگی۔ اگرچہ عشق حیوانی کا مرتبہ وصال محبوب کے بعد سرد پڑ جاتا ہے لیکن عشق الٰہی ہر وقت، سوزندہ تر ہوتا جاتا ہے۔ اس وجہ سے حق کا عاشق اپنے سوز و گداز کو اس طرح بیان کرتا ہے وقلبی بحبک متیّما[1]۔ امام جعفر صادقؑ سے نقل ہوا ہے کہ انه کان یقول: اللهم انی اسئلک ان تملا قلبی حبا لک۔[2] کان یقول کی عبارت استمرار کو بیان کرتی ہے اور یہ قول آنحضرت کی سیرت پر دلالت کرتا ہے۔ حضرت سید الساجدینؑ بھی فرماتے ہیں: اللهم انی اسئلک ان تملاء قلبی حباًلک، پروردگارا! تیرے محبوں کی دوستی آب حیات ہے اور اس کے علاوہ وبال جان۔ اسی لئے محبت سے لبریز دل کو متیّم کہتے ہیں۔

اگر دل محبت خدا سے لبریز ہو گیا تو غیر خدا کے لئے کوئی جگہ باقی ہی نہیں بچتی، کیونکہ یہ محبت عقلی ہے، محبوب جتنا کامل تر ہوگا، محبت پر فروغ تر ہوگی۔ کبھی کبھی انسان حبّ حلال میں مبتلا ہوتا ہے یعنی کسی چیز سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی اطاعت نہیں کرتا جیسے اپنے فرزند اور مال سے محبت کرتا ہے لیکن اپنے اعمال عبادی کو بھی انجام دیتا ہے۔ یہ محبت جو دنیاوی امور کے لئے ہے جیسا کہ خداوند سبحان نے فرماتا ہے وَجَعَلَ بَیْنَکُم مَوَدَّةً وَ رَحمَةً[3] یہ حرام نہیں ہے لیکن مانع کمال ہے مگر یہ کہ وہ دینی رنگ میں ہو جیسے حضرت رسول اکرمؐ کی محبت اپنے اہل بیت عصمت و طہارت کے لئے، جیسے ماں باپ کی محبت اپنے مومن فرزند کے لئے۔ اگر ایسے دل کو متیّم کہتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس محبت کی لذت کو چکھ لے گا تو دوسری محبت کے پیچھے نہیں دوڑے گا کیونکہ اس کے بعد عاشق حق کا عشق متواتر بڑھتا جائے گا۔

۱۔ دعاء کمیل

۲۔ دعای ابو حمزہ ثمالی

۳۔ سورہ روم، آیت ۲۱

آدمی مادی نشہ میں ایک پیالے سے سیراب ہو جاتا ہے لیکن ملکوتی نشہ میں ایک پیالہ آب پینے سے درد عطش کے بغیر پینے کا شوق اور بڑھ جاتا ہے، اس بنا پر، محبت ایک ایسا کمال ہے جس سے انسان جتنا زیادہ آراستہ ہوگا، اتنا ہی عالم، شایق اور طالب ہوگا۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے مَن جَاء بالحَسَنَة فَلَهُ خَيرٌ مِّنْها [۱] ہر شخص جو نیک عمل انجام دے تو اس سے بہتر جزا پائے گا۔ مَن جَاء بالحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمثَالها ہر شخص جو نیک عمل انجام دے، اس کے دس برابر جزا پائے گا۔ [۲]

اصل الٰہی کی محکم بنیاد یہ ہے کہ انسان محبت کے ذریعہ محبوبیت حاصل کرتا ہے جبکہ ان دونوں کے بیچ بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ حق تعالیٰ نے مغفرت کے اجر کا بھی وعدہ فرمایا ہے: وَ يَغفِر لَكُم ذُنُوبَكُم۔ جیسا کہ بندہ کی نصرت کے بدلے میں مدد اور استقامت کا بھی وعدہ فرمایا ہے: اِن تَنصُرو اللهَ يَنصُركُم وَيُثَبِّت اَقدَامَكُم [۳] ترجمہ: اگر خدا کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور ثابت قدم بھی رکھے گا۔

خداوند متعال، ظرف محبت کو جام محبت سے بھر دیتا ہے اور گناہوں کو بھی بخش دیتا ہے، کیونکہ محبت سے جو فعل حق تعالیٰ ہے مغفرت سمجھ میں آتی ہے لیکن مغفرت سے محبت کو نہیں سمجھا جا سکتا چونکہ ایسا نہیں ہے کہ جہنم سے نجات پانے والے تمام افراد حق تعالیٰ کے محبوب ہوں، جو محبوب ہوتا ہے اس کا حساب الگ ہے۔ پیغمبرؐ کی اطاعت و پیروی، خدا سے دوستی و محبت کی علامت ہے اور یہی عفو الٰہی کا سبب ہے اور پیغمبر اسلامؐ کا گفتار و کردار انسانوں کے لئے محبت ہے۔ پیغمبر اسلامؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت کے ساتھ ہے۔ اس لئے جہنم سے نجات پانا کہاں اور حوض کوثر کے کنارے حق تعالیٰ سے ملاقات کی نعمت اور اس کے محبوبوں سے بہرہ مند ہونا کہاں؟

حق تعالیٰ کی محبت کے آثار

محبت فعل خدا کا اثر ہے اور ہر محبت اپنے آثار کو محبوب میں ظاہر کرتی ہے۔ اسی لئے محب خدا، رسول اعظمؐ کی پیروی کی وجہ سے محبوب خدا ہو جاتا ہے اور اس منزل پر پہونچ جاتا ہے کہ اپنا سب کچھ راہ خدا میں نثار کر دیتا ہے۔ چنانچہ سورہ مائدہ آیت نمبر ۵۴ میں اس طرف اشارہ ہوا ہے:

۱۔ سورہ نمل، آیت ۸۹
۲۔ سورہ انعام، آیت ۱۶۰
۳۔ سورہ محمد، آیت ۷

" اگر کوئی دین سے خارج ہو جائے تو نظام دینی کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا ہے کیونکہ خداوند عالم ایسوں کو لاتا ہے جو اسکے محب اور محبوب ہیں۔ مومنین خاضع اور سرفراز، سرکش کافروں کے مقابلہ میں آخری لمحہ تک مقاومت کرتے ہیں اور ثابت قدم رہتے ہیں، وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے اور خدا کے فضل خاص کے حامل ہیں۔"

اس طرح کے افراد تین قسم کے رابطے رکھتے ہیں:

۱. محبت کی بنیاد پر حق تعالی سے رابطہ

۲. تواضع کی بنیاد پر مومنین سے رابطہ

۳. عزت کی بنیاد پر کافروں سے رابطہ (بلند فطرت اور گردن نہ جھکانا)

اس منظر سے انسان اس دنیا میں ہر گز بغیر کسی ذمہ داری کے نہیں ہے بلکہ ہر مرحلہ میں اس پر خاص ذمہ داری ہوتی ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ دوسروں کے ساتھ ولا یخافون لومة لائم کی بنیاد پر احیائے دین کے لئے ہمت کرے اور ہر حال میں خوف و رجاء کی حالت میں اپنے عمل کے ذریعہ محبت کی آبیاری اور اس کی حفاظت کرے اور اس منزل پر پہنچ جائے جہاں خدا کے علاوہ اسے کچھ نظر نہ آئے۔

محبت کی وادی میں دعاؤں کے ساتھ

ائمہ اطہارؑ کی دعاؤں میں خصوصاً مناجاتوں میں محبت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ ان دعاؤں میں محبت کی تصویر اس حد تک ہے کہ اگر اس کو نکال دیا جائے تو دعائیں کھوکھلی ہو جائیں گی۔ اس طرح کی دعاؤں میں اللہ تعالی سے محبت کی اصل شرط، حبیب خدا کی پیروی بتائی گئی ہے اور محبت اور محبوب ہونا، محبوب کی اطاعت اور اس کی ترک معصیت میں مضمر ہے۔

انسان جب محبت الٰہی کے ذائقہ کو چکھ لیتا ہے تو اس کی گفتگو کا انداز کچھ اس طرح ہو جاتا ہے:

الهی مَن ذاالذی ذاق حلاوة محبتك فرام منك بدلاً

ترجمہ: جس نے محبت کی شیرینی کو چکھ لیا، دوسری کون سی چیز بچتی ہے کہ تجھے چھوڑ کر اس کی طرف جائے؟

پھر دوسرے فقرہ میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

ما جعلنا ممن اصطفیته لقربك و ولایتك...واخلصته لودّك و محبتك- حضرت اس قیمتی تعبیر میں خدا سے خالص ہونے کے لئے چاہ رہے ہیں۔یعنی مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن لوگوں کو تو نے اپنی محبت اور دوستی کے لئے خالص بنایا اس طرح سے کہ خدا کے علاوہ ان کے دلوں میں کچھ نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے اس کے بعد فرمایا: وفرغت فرادة لحبك یعنی خدایا مجھے ان لوگوں میں سے قرار دے، جن کے دلوں کو اپنی محبت کے لئے دیگر چیزوں سے خالی کر دیا ہے۔انسان کا دل جب تک غیر خدا سے خالی نہ ہو تب تک محبت خدا کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔انسان کا پہلا کام یہ ہے کہ دل کے باغیچہ میں کھلنے والے غنچے کو دیکھے کہ کیا وہ محبت کے غنچے ہیں یا غضب کے؟ محبت کے غنچوں کی حفاظت اور آبپاشی کرنا چاہئے تاکہ کونپلیں نکل سکیں لیکن غضب کی گھاس وپھوس کو صاف کر لینا چاہئے تاکہ قلب محبت کے لئے آمادہ ہو جائے۔ عرفان ہے جو محبت لاتا ہے، شناخت ہے جو شوق پیدا کرتی ہے۔عرفان اور شناخت کے بغیر محبت ممکن ہی نہیں ہے۔عارف عاشق خلوت خانہ راز میں اپنے محبوب اور معشوق حقیقی سے اس طرح راز و نیاز کرتا ہے:

یا منی قلوب المشتاقین ویا غایة آمال المحبین اسئلك حبك و حبُّ من یحبك وحبُّ کل عمل یوصلنی الی قربك۔

یعنی اے چاہنے والوں کے دلوں کی آرزو! اے محبوں کی چاہت کی آخری منزل! تیری محبت، تیرے دوستوں کی محبت اور ہر اس کی محبت جو مجھے تجھ تک پہونچائے، تجھ سے درخواست گذار ہوں۔ محبین کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے اور وہی ہستی کی حقیقت، کمال مطلق، جمال مطلق، وہی حقیقة الحقائق، محبوں کی چاہت اور عارفین کی نورانی جان ہے۔

اتباع دوطرفہ محبت ہے

قرآن کریم میں رسول خداؐ کی تبعیت کو محبوب ہونے کا واحد راستہ بتایا گیا ہے[۱]۔اگر ہر تابع اپنے متبوع سے مربوط ہے اور ہر بچہ اپنے والد سے متعلق ہے تو حبیب خدا کا پیروی کرنے والا، حبیب خدا اور

۱۔ قل ان کنتم تحبون الله... (سورہ آل عمران، آیت ۳۱)

خلیل خدا کا تابع ہوگا۔ یہ اصل کلی قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ سے ماخوذ ہے: فَمَن تَبِعَنِی فَاِنَّه مِنِّی وَمَن عَصَانِی فَاِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ ترجمہ: جو بھی میری پیروی کرتا ہے وہ مجھ سے ہے اور جو بھی میری مخالفت کرتا ہے پس بیشک تو مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے۔[۱]

سورہ آل عمران کی آیت نمبر ٦٨ میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِاِبرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللهُ وَلِيُّ المُومِنِينَ۔ ترجمہ: ابراہیم سے سب سے قریب وہ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں اور یہ پیغمبر اور وہ امتی جو اہل ایمان ہیں، اور خدا مومنین کا دوست ہے۔ یہ آیت شریفہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ محبت دو طرفہ ہوتی ہے اور پیغمبرؐ کے پیروکار بھی محبوب ہونگے۔

اس کے بعد دوسری جگہ پر ارشاد ہوتا ہے: وَاخفِض جِنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ المُومِنِينَ[۲]
ترجمہ: جو لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں، ان کے لئے اپنے بازؤں کو جھکادو۔

اس آیت میں جس چیز کا حکم ہوا ہے اسے محبت آمیز اور عاطفی عمل کہتے۔ پس اگر کوئی نبی اکرمؐ کا تابع ہوگا تو وہ حبیب خدا بھی ہوگا اور رسول خدا کا بھی محبوب ہوگا۔ اس طرح سے کہ آنحضرت اس پر مہربانی کا سایہ ڈال دیں گے اور یہ تمام آثار اس صورت میں ہیں جب محبت دو طرفہ اور سچی، مکمل اور مستمر پیروی ہو۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ پانچ گروہ کو نیند نہیں آتی، ان میں سے ایک گروہ محبوں کا ہے، محبوب کے دور ہوجانے کے ڈر سے ان کی آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔[۳] یہ سنت رسول خداؐ ہے اور ہم بھی اس کی پیروی کے لئے مکلّف ہیں۔

جی ہاں! محبوب کے دور ہوجانے کے ڈر سے محب کی نیند اڑ جاتی ہے[۴]۔ رسول خداؐ اللہ تعالی کے حبیب ہیں اور محبوب سے دور ہونے کے خوف سے ہمیشہ وصال میں ہیں اور ہم سے بھی آپ نے فرمایا ہے کہ اگر خدا کے محب ہو تو حبیب خدا کی پیروی کرو تاکہ محب سے محبوب بن سکو۔ اگر خدا انسان کا محب ہوجائے تو ایسے محبوب انسان سے خدائی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ کی پیروی اور ان

۱۔ سورہ ابراہیم، آیت ٣٦
۲۔ سورہ شعراء، آیت ۲۱۵
۳۔ وَالمُحِبُّ حَبِيباً يَتَوَقَّعُ فِرَاقُهُ (من لا يحضره الفقيه، ج۱، ص ۵۰۳)
۴۔ عجباً لِمُحِبٍ كَيفَ يُنَامُ (معراج السعاده، ص ۷۴۴)

جیسا بننے کا طریقہ محبت ہے۔ خلیل اللہ کا اتباع اور حبیب اللہ کی اطاعت کے نتیجہ کے بارے میں حضرت حق تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ سے حکایت فرماتا ہے فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي [1] ۔ترجمہ: جو بھی میری پیروی کرے بیشک وہ مجھ سے ہے۔

رسول خدا کی اطاعت کے بارے میں بھی آیا ہے: وَمَن يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللهُ عَلَيهِم مِنَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ وَ الشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَ حَسُنَ أُولٰئِكَ رَفِيقاً [2] ۔ ترجمہ: جو لوگ خدااور رسول کی پیروی کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہونگیں جن پر خدا نے بڑا فضل کیا یعنی پیامبروں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین، اوران لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

محبت الٰہی میں سب کچھ قربان

جیسا کہ کہا گیا ہے ایک دل میں دو محبوب کی جگہ نہیں ہوتی کیونکہ اصلی محبوب کو حاصل کرنے کے لئے دل وجان کو فرعی اور نقلی محبتوں سے خالی ہونا چاہیئے۔ یہ محبت مندرجہ ذیل خصوصیات کے قالب میں ہوتی ہے:

۱. طبعی لذائذ سے دوری اور خصوصاً پرخوری سے پرہیز: امام صادقؑ، پیغمبر اسلامؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ثلاث اخافہن علی امتی من بعدی: الضلالة بعدالمعرفة ومضلات الفتن وشهوة البطن والفرج [3] ۔

۲. اچھے اور پاکیزہ مال سے انفاق: سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۲ میں ارشاد ہوتا ہے: لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰى تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيءٍ فَإِنَّ اللهَ بِهِ عَلِيمٌ ۔ترجمہ: ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے راہ خدا میں خرچ نہ کروگے۔ جو بھی شئے تم خرچ کرتے ہو بیشک اس کو خدا جانتا ہے۔ مقام ابرار کو نہیں پہونچ سکتے اور محبوب حق نہیں بن سکتے مگر اس چیز سے جسے تم دوست رکھتے ہو انفاق کرو،

۱۔ سورہ ابراہیم، آیت ۳۶
۲۔ سورہ نساء، آیت ۶۹
۳۔ کافی، ج۲، ص۷۹

انفاق کرنے سے ہر چیز سے انس ختم ہو جاتا ہے اور انسان آزاد ہو جاتا ہے۔ اس وقت محبت خدا کے راستے انسان کے لئے کھول دئے جاتے ہیں۔

۳. دنیا سے بغض: کیونکہ دنیا کی دوستی ہر خطا کی بنیاد ہے[1]۔ پس محبت حق تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے جس کا ہر شخص طالب ہے، دنیا سے نفرت کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سب سے اہم عامل جو انسان کو محب خدا بناتی ہے وہ دنیا سے نفرت ہے۔ دو شئے متضاد کو ایک ظرف میں رکھنا دونوں کے فساد کا باعث ہے یا کم از کم ان میں سے ایک کے لئے فساد کا باعث ہوتا ہے۔ حب الٰہی روشن خورشید کے مانند ہے اور محبت دنیا تاریک رات جیسی ہے۔ وہ لوگ پاک دلوں اور عشق خدا سے مالا مال فقط اسے طلب کرتے تھے اور حضرت حق سے چاہتے تھے کہ نونہال شوق کو ہمارے دلوں میں سرسبز اور با صفا بنائے۔ اپنی سوز محبت کو ان کے قلب پر مسلط کردے اور دوسروں کو بھی اسی طرح سفارش کرتے تھے[2]۔

پس تنہا خداوند متعال محبوب حقیقی ہے اور دوسرے محبوں سے محبت چونکہ محبت الٰہی کی طرف لیجاتی ہے لہٰذا جائز ہے اور اگر ان دونوں کے بیچ تعارض پیش آئے، تو عشق الٰہی کو چننا چاہئے اور اسے تمام دوستیوں پر ترجیح دینا چاہئے۔

پیامبر اعظم مدرّس محبت

اگر انسان کی بندگی آنحضرتؐ کی محبت کے محور پر استوار ہو تو رسول اعظمؐ کا وجود مبارک مدرس محبت ہوگا۔ محبت کی راہ کے مسافر جب تک کہ محب ہیں، طالب ہیں لیکن جب محبوب بن گئے تو خوشحالی میں ہیں اور کوئی رکاوٹ ان کی وضع قطع کو مٹا نہیں سکتی۔ حضرت حق تعالیٰ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۸ میں ارشاد فرماتا ہے: لاتَقُمْ فِيهِ اَبَداً لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يومٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُومَ فيه فيه رِجالٌ يُحِبّونَ اَنْ يَتَطَهَّروا واللهُ يُحِبُّ المُطَّهِّرينَ۔ آیت مذکورہ سے استفادہ ہوتا ہے کہ تقویٰ

۱۔ حبُّ الدنیا راس کل خطیئة (کافی، ج ۲، ص ۱۳۱)
۲۔ احبوا اللہ من کل قلوبکم (کنزالعمال، ج ۱۶، ص ۱۲۶)

محبت تک پہونچنے کا راستہ ہے اور رسول خدا مدرس اور مربی محبت ہیں۔ نبی اکرمؐ نے خداوند متعال سے چاہا کہ اپنی ذات اقدس کی محبت کو ان کے لئے آب شفاف سے زیادہ شیرین اور محبوب قرار دے[1]۔

اگر چہ اہل تقویٰ، توبہ اور طہارت محبوب خدا ہیں لیکن کوئی بھی محبوب پیغمبر اسلامؐ جیسا عظیم نہیں ہے کیونکہ آنحضرتؐ حق تعالیٰ کی محبت کاملہ کا مظہر ہیں۔ اسی وجہ سے خدائے سبحان نے رسول خداؐ کو محور و مدرس محبت بنایا ہے۔ حبیب اللہ کی محبت انسان کو محبوب خدا بناتی ہے، کیونکہ جو پیغمبرؐ کو دوست رکھتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ آپ کے جیسے اخلاق سے متصف ہو جائے، اسی لئے آپ کی اطاعت کرتا ہے اور اس طرح کی اطاعت انسان کو متعالی اور محبوب خدا بناتی ہے۔

اسی لئے امام حضرت باقرالعلومؑ نے فرمایا: ایک دن رسول اعظمؐ نے لوگوں کے درمیان فرمایا:
واحبوا الله لما يغذوكم به من نعمه واحبوني الله عزوجل واحبوا قرابتي لي[2]۔ خداوند متعال کی طرف راغب رہو کیونکہ تمہارے جسم وجان کی غذا فراہم کرتا ہے۔ رضائے خدا کے لئے میری طرف راغب رہو کیونکہ اس کے فیض کا خزانہ میں ہوں، میرے اہل بیت کی طرف راغب رہو کیونکہ میرے اہلبیتؑ میرے اور تمہارے درمیان واسطہ ہیں۔

مشہور و معروف عارف جناب محی الدین ابن عربی اور علامہ قیصری شرح فصوص الحکم میں حضرت نوح سے مربوط ایک ظریف نکتہ بیان فرماتے ہیں: رسول اکرم کی منزلت اسم اعظم اور قرآن کی منزلت کے برابر ہے جو مقام فرقان اور مقام جمع الجمع سے بالاتر ہے۔ آپ نے لوگوں کی تبلیغ میں تنزیہ و تشبیہ کے بیچ جمع کر دیا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ[3]۔ اسی لئے آنحضرتؐ کی تبلیغ کامیاب تھی۔

محبت کی دلپذیر خوشبو، خصوصاً خداوند اور اولیاء الٰہی کی محبت نے مردہ دلوں کو ترنم عطا کی۔ محبت کی شیرینی ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ شخص دل میں رکھتا ہے۔ اسلام محبت کا قانون ہے اور پیغمبر اسلامؐ کائنات عالم کے لئے رحمت بنائے گئے ہیں[4]۔

۱۔ واجعل حبك احب الی من الماء البارد (محجۃ البیضاء، ج۶، ص۸)
۲۔ بحار الانوار، ج۱۷، ص ۱۴
۳۔ سورہ شوریٰ، آیت ۱۱
۴۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين، (سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷)

پیغمبر اسلامؐ عشق و محبت کے آئیڈیل ہیں لیکن وہ محبت جس کا حکم قرآن کریم دیتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر شخص سے اس طرح پیش آیا جائے جس سے وہ خوش ہو جائے اور دین حق کو قبول کرے۔ محبت وہ نہیں ہے کہ ہر شخص کو اس کی میلان طبع پر آزاد چھوڑ دیا جائے اور ان کے میلانات کو صحیح ٹھہرایا جائے۔ محبت وہ ہے جو حقیقت کے ساتھ ہو۔ محبت بھلائی پھیلانا ہے ۔

محبت وہ ہے جس میں جامعہ بشریت کے لئے بھلائی اور مصلحت ہو نہ کہ ایک فرد یا ایک گروپ کے لئے۔ البتہ محبت واقعی ہمیشہ کافی نہیں ہے، بلکہ کبھی کبھی ایک طرح کی گرمی و شدت کی بھی ضرورت ہے۔ جذابیت کے ساتھ ساتھ مدافعت بھی لازم ہے۔ ارشاد ہوتا ہے محمدؐ خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان کے ساتھی کافروں پر بہت سخت گیر ہیں اور آپس میں دلسوز و مہربان ہیں۔[۱]

پیغمبر اعظم محبوب اور مجذوب حق تعالیٰ

خداوند متعال سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱، میں اس اہم موضوع کو بیان فرماتا ہے: قُل اِن کُنتُم تُحِبّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونی یُحبِبْکُمُ اللہُ، جو بھی خداوند متعال کا محبوب بننا چاہتا ہے اسے حبیب خدا کا تابع ہونا چاہیے۔

آنحضرتؐ کے محبوب ہونے کا راز تفصیل سے الگ الگ آیتوں میں بیان ہوا ہے، جیسے :

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَوّابینَ وَ یُحِبُّ المُتَطَھَّرینَ[۲]

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ المُقسِطینَ[۳]

پیغمبر اکرمؐ طہارت کے لئے آئیڈیل ہیں ان کے متبعین کو چاہئے کہ طہارت میں ان کی اقتدا کر کے مطہر و محبوب بن جائیں ۔ آنحضرتؐ قسط و عدل کا نمونہ ہیں لہٰذا انصاف چاہنے والے آپ کی پیروی کرتے ہیں یعنی پیغمبر اکرمؐ ایک ایسا آئینہ ہیں جس میں خداوند متعال کے تمام اسماء حسنیٰ کا عکس نظر آتا ہے۔ کوئی بھی

۱۔ محمد رسول اللہ والذین معه اشدّاء علی الکفار رحماء بینکم .....۔(سورہ محمد، آیت ۲۸)
۲۔ سورہ بقرہ، آیت ۲۲۲
۳۔ سورہ مائدہ، آیت ۴۲

شخص ایسا نہیں ہے جس میں پیغمبر اسلامؐ کے مانند توحید اور خدا کے اسماء حسنیٰ کا عکس کامل نظر آئے۔اس لئے آپ محبوب ہیں اور آپ کے ساتھ رہنے والے بھی محبت سے اپنا مقام بنا لیتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللہ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللہ،لوگوں سے کہو اگر دوست اور محب خدا ہو تو میری پیروی کرو تاکہ محبوب خدا بن جاؤ۔محب خدا اور مجذوب خدا کو چاہئے کہ کوشش کرے تاکہ محبوب خدا بن جائے۔حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ خود خدا کی طرف گئے لیکن پیغمبر اسلامؐ کو خداوند متعال نے خود بلایا۔جانے اور لے جانے میں سلوک اور جذبہ کا فرق ظاہر ہوتا ہے۔سالک لڑکھڑاتے لڑکھڑاتے جاتا ہے لیکن مجذوب برق رفتاری سے جاتا ہے۔نبی اکرمؐ کی معراج کے بارے میں آیا ہے: خطوته مدّالبصر ،معراج میں پیغمبرؐ کے براق کا ہر قدم چشم زدن جیسا تھا۔ یہ امر اسی نکتہ کی حکایت کر رہا ہے۔یعنی ہر ایک قدم دید چشم کے مطابق مسافت طے کی ہے۔ چنانچہ سالکان حقیقی کے بارے میں حضرت علیؑ نے نہج البلاغہ (خ۲۲۰) میں فرمایا: قد احيا عقله و امات نفسه ...و برق له لامع كثير البرق فابان له الطريق و سلك به السبيل ...، خداوند متعال اپنے محبوب کو سرعت کے ساتھ لے جاتا ہے، لازم نہیں ہے وہ تدریجاً اور آہستہ قدم رکھے۔

اسی بنیاد پر حضرت سجادؑ نے بھی دعای ابو حمزہ ثمالی کے الفاظ میں ارشاد فرمایا: بحبّی النبی الامّی القريشی الهاشمی العربی التهامی المكی ارجو الزلفه لديك، پیغمبر امی ،قرشی ،ہاشمی ،عربی ،تھامی، مکی ،مدنی کی دوستی کے وسیلہ سے تیرے نزدیک تقرب کی امید رکھتا ہوں۔وہ حق تعالیٰ سے چاہتا ہے کہ اس کی جان کو اپنے طریقہ سے اور اپنے پیغمبر کے دین پر قبض کرے۔ وتوفنی فی سبيلك وعلى ملة رسولك۔

انبیاء الٰہی محبوبیت کے مطابق مجذوب ہیں اور اگر صرف محب ہیں اور ابھی تک محبوب نہیں ہوئے ہیں تو سالک ہیں لہٰذا ان کی سیر، سلوک وجذبہ کے ساتھ ہے۔اس کے برخلاف پیغمبر اکرمؐ محبوب خالص اور مجذوب محض ہیں اور لازماً تفسیر انبیاء جو مفسران کلام الٰہی ہیں جذبہ اور سلوک کا معجون ہے لیکن پیغمبر اعظم کی تفسیر، تفسیر خالص اور جذبہ محض ہے۔اسی لئے بہشتیوں کی شراب بھی ایک جیسی نہیں ہے۔

بعض باب تسنیم کے چشمہ خالص سے اپنا جام پُر کریں گے ۔بعض ملی ہوئی شراب نوش کریں گے [۱] یعنی چشمہ تسنیم کی خالص شراب مقربوں کے لئے ہے اور اس کا مخلوط پرہیزگاروں کے لئے ، اور اسی طرح شراب کافور اور شراب زنجبیل ۔ایسی جگہوں پر امتزاج سے مراد وہی ممزوج محبت اور محبوبیت وسلوک ہے نہ کہ فاسد شراب یعنی حق سے باطل کی طرف کیونکہ سارے اولیاء الٰہی کی شخصیت اس سے مطہر ہے۔
دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالی جب اپنے محبوبوں کا تعارف کراتا ہے تو انہیں محسنین ، مطہّرین ، توابین ، متّقین ، صابرین ، متوکلین اور مقسطین جیسے صفات سے یاد کرتا ہے اور فرماتا ہے وہ مجاہد جو مثل آہن دشمنان دین الٰہی کے مقابلہ میں مقاوم اور مستحکم ہوتا ہے، اللہ تعالی اسے دوست رکھتا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ بھی کفر، نفاق اور شرک کے مقابلہ میں شیشہ پلائی ہوئی دیوار جیسے تھے۔ حضرت علیؑ کی فرمائش کے مطابق کامل بن اثیر کی نقل کی بناپر ، پیغمبر اکرمؐ شیشہ پلائی ہوئی دیوار کے جیسے سنگین سانحات سے امان میں تھے۔جس وقت جنگ کے شعلے بھڑکتے تھے ہم آنحضرتؐ کے نزدیک پناہ لیتے تھے جب میدان جنگ میں آنحضرتؐ کے نزدیک ہوتے تھے تو ایسے امن کا احساس کرتے تھے جیسے پناہ گاہ میں پہونچ گئے ہوں جب کہ آنحضرت میدان کے درمیان میں ہوتے تھے [۲]۔

نبی اعظم محور محبت ہیں لہٰذا آپ خود حق اور باطل کے درمیان فارق بھی ہیں۔آپ کی پیروی بہت زیادہ برکتوں کی حامل ہے۔

حضرت ختم المرسلینؐ ایسے جاذبہ کے حامل تھے کہ خداوند عالم نے ان کے خلق عظیم پر فائز ہونے کی تعریف کی ،اور ایسے ہی فرد کو ہر طرح سے لوگوں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے ،چنانچہ خداوند متعال نے آنحضرتؐ کا نمونہ اور اسوہ کے عنوان سے تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ”اگر بعض مشکلوں میں تنہا ہو تو اس مشکل کے حل کے لئے پیغمبر کی اقتدا کرو۔“ کیونکہ صدر اسلام میں جنگ کی مشکلوں کو صرف رسول خداؐ حل کرسکتے تھے۔

۱۔ مزاجہ من تسنیم عیناً یشرب بھا المقربون (سورہ مطففین، آیت ۲۷۔۲۸)
۲۔کامل ابن اثیر، ج ۲، ص ۳۰۴

پیغمبر اعظمؐ کی مہربانی اور رحمت

خداوند متعال نے بعض انبیاء کے بارے میں لفظ برادر یعنی بھائی کا استعمال کیا ہے، مثال کے طور پر ارشاد ہوتا ہے :

قوم ثمود کے لئے ان کے بھائی صالح کو مبعوث کیا [۱]۔
قوم عاد کے لئے ان کے بھائی ہود کو بھیجا [۲]۔
اس وقت جبکہ ان کے بھائی نوح نے ان سے کہا [۳]۔
لیکن نبی رحمۃ للعالمین کے لئے ارشاد ہوتا ہے: ھوالّذی بعث فی الامیین رسولاً منھم۔ [۴]

دوسری جگہ ارشاد ہوتا لقد جائکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم [۵]۔ایک پیغمبر تم میں سے تمہارے لئے مبعوث ہوا تمہاراانحراف اس کے لئے بہت سخت ہے، حرص اور شوق کے ساتھ کوشش کرتا ہے تاکہ تم سب مومن بن جاؤ، وہ مومنین کے لئے مہربانی اور رحمت خدا کا مظہر ہے۔

ہر فعل کی صفت ، فعل کے مقام اوراس کے موصوف سے نکلتی ہے ،نہ کہ اس کی ذات سے۔وہ مکان جو مہربانی اور رحمت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے وہ جگہ امکانی ہے اور وہی رؤف اور رحیم کی جگہ ہے اس کا بارز مصداق اور مظہر پیغمبر اعظمؐ ہیں۔

خداوند متعال خود اپنے لئے رحمت عام اور رحمت خاص کا قائل ہے اور ان دونوں خصوصیات کو قرآن اور پیغمبر اسلامؐ سے بھی نسبت دی ہے: رحمتی وسعت کل شئی [۶]۔ پیغمبر اکرمؐ وہ رحمت عامہ ہیں جس سے ہر کوئی تکوینی اور غیر تکوینی فائدہ حاصل کرتا ہے۔حضرت امیر المومنینؑ سے نقل ہوا ہے کہ پیغمبر

۱۔ سورہ اعراف، آیت ۷۳
۲۔ سورہ ہود، آیت ۵۰
۳۔ سورہ شعراء، آیت ۱۰۶
۴۔ سورہ جمعہ، آیت ۲
۵۔ سورہ توبہ، آیت ۱۲۸
۶۔ سورہ اعراف، آیت ۱۵۶

اسلامؐ کے ساتھ ہم چل رہے تھے، کسی بھی درخت یا پتھر کے پاس سے جب ہم گزرتے تو وہ پتھر یا درخت آنحضرت کو سلام کرتا[۱]۔ ہاں ہر شئے رحمت خاصہ کے سامنے خاضع ہے۔ نبی اعظم اسلام اسم اعظم بھی ہیں اور مظہر اسم اعظم بھی، خدائے سبحان کی رحمت مطلقہ کے مرتبہ میں حضور اور ظہور رکھتے ہیں لیکن آپ کی اساس تعلیم اور تربیت فقط رحمت خاصّہ ہے۔ رحمت خاصّہ، غضب کے مقابل میں ہے۔ خدائے سبحان فقط مومنین کے لئے رؤف ہے گرچہ اس کی رحمت عامہ ہر ایک کے شامل حال ہے۔

حق تعالیٰ نے رحمت خاص کے حدود کو معین کرنے کے بعد اس کے مظہر کو بھی دنیا والوں کے سامنے پیش کیا: وَمَا اَرسَلنٰكَ الاَّ رَحمَة للعَالمین [۲]۔ آپ عالمین کے لئے رحمت خاص ہیں کیونکہ آپ کا راستہ راہ ہدایت اور سعادت ہے جو بھی ان دونوں کو قبول کرے گا، وہ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کامیاب ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۵۹ میں ارشاد ہوتا ہے فَبِمَا رَحمَةٍ مِنَ اللهِ لِنتَ لهُم وَلَو کُنتَ فَظّاً غَلیظَ القَلبِ لَانفَضُّوا مِن حَولِكَ۔ ترجمہ: (اے محمد) خدا کی مہربانی سے تمہاری افتاد طبع ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔

خداوند متعال پیغمبر اسلامؐ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: حق تعالیٰ کی رحمت خاص اس میں جلوہ گر ہے اور وہ اس کا مظہر بن گیا ہے کیونکہ خداوند عالم مومنین پر مہربان ہے [۳] اور پیغمبر بھی ایسے ہی ہیں [۴]۔ اس لئے خدا کا فضل، آئینہ پیغمبر میں منعکس ہو کر دوسروں تک پہونچتا ہے۔ قرآن کریم اس آئینہ کا ہمیں تعارف کراتے ہوئے فرماتا ہے: اگر چاہتے ہو کہ رحمت خداوند تمہارے شامل حال رہے تو اس آئینہ کے سامنے کھڑے رہو اور پیغمبر کی پیروی کرو۔

قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: گویا غم واندوہ کی زیادتی سے جان دیدوگے [۵]۔ اور دوسرے

۱۔ کافی، ج ۱، ص ۴۴۶

۲۔ سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷

۳۔ وکان بالمومنین رحیماً (سورہ احزاب، آیت ۴۳)

۴۔ بالمومنین رؤف رحیم (سورہ توبہ، آیت ۱۲۸)

۵۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفسَكَ عَلیٰ آثَارِهِم اِن لَم یُومِنوا بِهٰذا الحَدیثِ اَسِفاً (سورہ کہف، آیت ۶)

موقع پر ارشاد ہوتا : فَلا تذهب نفسكَ عَلَيهِم حَسَرات ،ایسا نہ ہو کہ تمہاری جان ان لوگوں کے ایمان نہ لانے پر چلی جائے۔

محب سے محبوب حق ہونے تک

خداوند عالم قرآن کریم میں ہمیں حکم دے رہا ہے کہ جب راہ طے کرکے محب حق ہوگئے تو اسی مرحلہ پر اکتفانہ کرنا اور صراط مستقیم کے لئے ہمت رکھنا تاکہ خداوند متعال بھی آپ کا محب ہو جائے اور تم اس کے محبوب بن جاؤ۔اس راہ کے طے کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہے، بلکہ اس طریقہ سے انسان زیادہ متواضع ، پاک، صادق، عادل اور متقی بن سکتا ہے۔یہاں تک کہ دوسروں کو بھی تیز رفتاری اور سبقت کے لئے آمادہ کیا جاسکتا ہے۔سالکین اور متقین کا پیشوا بنا جاسکتا ہے۔اگرچہ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۳۱ میں محب رہنا اور محبوب خدا ہونا، حضرات ائمہ اطہار سے مختص نہیں کیا گیا ہے لیکن وہ حضرات نمونہ اور رہبر کامل ہیں اور ایسی خصوصیات کے حامل ہیں جن کو یہ آیت بیان نہیں کرتی ہے۔

انسان کسی راستہ کو طے کرنے کے لئے رہنما کا محتاج ہے۔دوست ہونے کے لئے بھی خداوند متعال نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ لوگوں سے کہو : اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اس کے محبوب بن سکو[۱]۔ حضرت خاتم الانبیاء اس جہت سے حبیب خدا ہیں، ان کی رسالت پیغام محبت کا پہونچانا ہے کیونکہ سالکان کی علمی اور عملی سیرت درس محبت دینا ہے۔اسی طرح آنحضرت نے اپنی وصیت میں جناب ابوذر غفاریؓ سے فرمایا: اے اباذر اگر سمجھنا چاہتے ہو کہ خداوند متعال کے نزدیک محبوب ترین انسان کون ہے تو دیکھو کہ کون شخص دوسروں سے زیادہ حق تعالیٰ کی یاد میں ہے[۲]۔ خداوند متعال کے نزدیک محبوب ترین انسان، متقی ترین شخص ہے۔اس بات کو سورہ حجرات آیت نمبر ۱۳ سے اخذ کیا جاسکتا ہے[۳]۔

محبت الٰہی اور اس راستہ کو طے کرنے کے بارے میں حدیث شریف معراج کے فقروں میں آیا ہے:یا محمد وجبت محبتی للمتحابین فی و وجبت محبتی للمتقاطعین فی و وجبت محبتی

۱۔ قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ الله فَاتَّبِعُونی ...
۲۔ اِنَّ اَحَبَّکُم اِلَی الله اَکثَرکُم ذِکرِالله
۳۔ اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَالله اَتقَاکُم

للمتواصلین و وجبت محبتی للمتوکلین علیّ و لیس لمحبتی علم ولا نهایة و کلما رفعت لهم علماً[1]۔

خداوند متعال، پیغمبر اسلام کو مخاطب کرکے فرماتا ہے: میری محبت چار قسم کے انسانوں پر واجب ہے:

۱. وہ لوگ جو میرے لئے ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔

۲. وہ لوگ جو میری محبت میں، ان لوگوں سے دوستی اور رابطہ نہیں رکھتے جن لوگوں سے دوستی اور رابطہ کو میں ناپسند کرتا ہوں۔

۳. وہ لوگ جو میری خاطر ایک دوسرے سے رابطہ رکھتے ہیں۔

۴. وہ لوگ جو مجھ پر توکل کرتے ہیں۔

محبت خدا کو حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ رسول خداؐ سے قریبی تعلق ہے کیونکہ آپ خدا کے محبوب ہیں اور شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ خداوند متعال کی تمام محبتیں اس محبت کے ذیل میں ہیں جو اس محبوب خاص میں ہیں۔ یاد اور ذکر کے چشمے خداوند متعال اور آنحضرت کی محبت سے پھوٹتے ہیں۔ خداوند سے محبت جس قدر زیادہ ہوگی اس کی یاد انسان کے دل پر زیادہ حاوی رہے گی جسے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۵ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

وَالَّذِینَ آمَنُوا اَشَدُّ حُبّاً لِلّٰہ. محبت خدا سے لبریز دل اپنے لئے محبت خدا سے خالی دل کی بنسبت موت کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ محبان الٰہی کے دل کی خوشحالی، تازگی اور شادابی یہ ہے کہ زندگی محبت خدا میں گذرے۔ محبت کے لئے سب سے اچھی لذت یہ ہے کہ احساس کرے کہ اس کا محبوب اس سے خوشنود ہے۔ اسی لئے وہ لوگ ہمیشہ اس تلاش میں رہتے ہیں کہ اپنے اعمال اور کردار سے اس کی محبت اور تمایل کو جلب کریں اور دشواریوں کو راستہ سے دور کریں۔

معلم محبت کے پیروکاروں کی ذمہ داری

اگر انسان حبیب خدا کے امر و نہی کا پیروکار ہو گیا اور وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا[2] کی بنیاد پر عمل کیا تو اس میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا اور وہ دوسروں کو ہدایت کی طرف

۱۔ بحار الانوار، ج۲۱، ص۷۷

۲۔ سورہ حشر، آیت ۷

دعوت دے گا۔اسی طرح جیسے حق تعالیٰ اپنے رسول کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے : قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی و سبحان الله وما انا من المشرکین [۱]، یعنی میں اور میرے پیروکار، لوگوں کو خدا کی طرف بلائیں گے۔ پیغمبر اسلامؐ کا کلام بہترین کلام ہے ان کے پیروں کاروں کے کلام بھی بہترین کلام ہوں گے۔

حق تعالیٰ نے متفکروں کو مختلف مکاتب فکر کے سلسلہ میں تحقیق کرنےاور ان میں سے بہترین مکتب فکر کوانتخاب کرنے کی دعوت دی ہے۔اللہ تعالی مکتب توحید کو بہترین مکتب فکر اور اس کے مصداق کو خدا کی طرف دعوت دینے والا بتایا ہے۔ نتیجتاً، حبیب خدا کی پیروی فقط اعمال فردی میں نہیں ہے بلکہ مکمل پیروی کے لئے اسلامی تہذیب اور طرز فکر کی شناخت اور علم و عمل کے ذریعہ اس کی نشر و اشاعت ضروری ہےاور اسی وقت انسان رسول خداکا پیروکار اور خدائے سبحان کا محبوب گا کیونکہ آپ کا وجود مبارک مدرس اور معلم محبت ہے۔

مرحوم علامہ طباطبائی سورہ حشر کی آیت نمبر ۸ کے ذیل میں فرماتے ہیں : اس آیت کے سیاق و سباق کو نظرانداز کرتے ہوئے، صرف فئی کے حصے کو دینے یا نہ دینے میں منحصر نہیں ہے،بلکہ تمام اوامر و نواہی جو رسول خداؐ سے صادر ہوئے ہیں، اس میں شامل ہیں۔ پس یہ آیت دین اسلام کے لئے ایک اصل کلّی اور قانون ہیشگی ہے۔نبی مکرم اسلام نے فرمایاہے: المرء مع مَن اَحَبَّهُ ،انسان اپنے محبوب کے ساتھ محشور ہوگا۔

امام محمد باقرؑ سے بھی منقول ہے کہ ایک روز رسول اکرمؐ نے لوگوں کے درمیان فرمایا: اَحَبُّوا الله لِمَا یَغذُوکم به مِن نِعمَةوَاَحَبُّونِی الله عَزَّو جَلَّ وَاَحَبُّو قَرَابَتِی لِی۔

حضرت باقرالعلومؑ نے جابرؓ سے فرمایا : یا جابر بلغ شیعتی عنّی السلام واعلمهم انه لا قراباً بیننا وبین الله عزوجل ولا یتقرب الیه الّا بالطاعة له ،یا جابر من اطاع الله و احبنا فهو ولینا ومن عصی الله لم ینفعه حُبُّنا، اے جابر میرے شیعوں کو میرا سلام پہونچاؤاور ان میں یہ اعلان کردو کہ ہمارے اور خداوند عزّوجلّ کے بیچ کوئی قرابت نہیں ہےاور کوئی بھی قربت ہمارے اور ان

۱۔ سورہ یوسف،آیت ۱۰۸

کے درمیان نہیں ہے سوائے اس کی اطاعت کے ،جو بھی خداوند متعال کی اطاعت کرتا ہے اور ہمیں دوست رکھتا ہے وہ ہمارا ولی ہے اور جو شخص خداوند سبحان کی معصیت کرتا ہے اسے ہماری دوستی نفع نہیں پہونچا سکتی۔

اللہ تعالی کی محبت ،انسان کو اس کی نافرمانی سے روکتی ہے۔اس بارے میں حضرت سید العارفین والعابدین امام سجادؑ ابو حمزہ ثمالی جیسی نورانی دعا کے جملوں میں فرماتے ہیں :

"اگر تیری محبت میرے دل سے نہیں نکلتی ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ میں اپنے حق میں تیری نعمتوں کو فراموش نہیں کرتا، اپنے گناہوں پر تیری پردہ پوشیوں کو فراموش نہیں کرتا۔"

پس اگر محبت خدا انسان کے دل میں برقرار ہو جائے تو اسے مسلسل خدا اور اس کی نعمتوں کو یاد کرنا چاہئے۔اسی بنیاد پر نبی مکرم اسلام نے فرمایا: اَحِبُّوا اللهَ لِمَا يَغذُوكُم بِهِ مِن نِعمَةٍ [۱]۔خدا کو دوست بنائے رکھو کہ وہ اپنی نعمتوں سے تمہارے لئے غذا فراہم کرتا ہے۔

درگاہ احدیت کے شیدائی اس طرح اللہ تعالی سے مناجات کرتے ہیں:

پروردگارا ہم دنیا میں معصیت کرتے تھے تو تیرا محبوب محمد غمگین ہو جاتا اور تیرا دشمن ابلیس شاد و خوشحال۔ اگر کل روز قیامت تو سزا دے گا تو بھی، تیرا محبوب محمد غمگین ہوگا اور تیرا دشمن ابلیس خوشحال ہوگا۔ پروردگارا دشمن کو دو خوشحالی نہ دے اور اپنے محبوب کے دل پر دو غم و اندوہ نہ ڈال [۲]۔

حضرتؐ نے دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: لا يؤمن عبد حتّى اكون احب الله من نفسه و تكون عترتى احب اليه من عترته ويكون اهلى احب الله من اهله ويكون ذاتى احب الله من ذاته یعنی بندہ کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ مجھے دوست نہ رکھے ، اپنی عترت سے زیادہ میری عترت اس کے نزدیک محبوب نہ ہو ،اپنے اہل بیت سے زیادہ میرے اہل بیت کو نہ چاہے اور خود اس کی ذات سے زیادہ میری ذات محبوب نہ ہو۔

۱۔ بحار الانوار، ج ۱۶، ص ۷۰

۲۔ الٰہی نامہ خواجہ عبداللہ انصاری

حضرت امیر المومنینؑ نے رسول خدا کی پیروی کو محبت خدااور اس کی رضا کو گناہوں سے بخشش کا ذریعہ بتایا ہے۔ نہج البلاغہ میں حضرت امیر المومنینؑ نے حبیب خدا کی پیروی کرنے والے کو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بتایا ہے۔علامہ مجلسی کی روایت کے مطابق حضرت امام جعفر صادقؑ نے حب دنیااور غیر اہلبیت کی ولایت کو محبت خدا کے منافی اور معرفت و محبت رسول خدا کو محبت خدا کا مصداق بتایا ہے۔مرحوم علامہ کلینی حضرت امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ مطیع خدااور اہل بیتؑ کا تابع، محبوب خدا ہے، کیونکہ گناہ اور محبت خدا میں کوئی میل نہیں ہے[۱]۔

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- راغب اصفہانی، حسین ابن محمد، مفردات قرآن کریم، دار القلم، دمشق، ۱۴۱۶
- راغب اصفہانی، حسین ابن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن، انتشارات مرتضوی، قم، ۱۳۸۳
- طبرسی، ابو علی فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۰۸ھ
- مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۳ھ
- صدوق، محمد بن علی بن حسین، امالی، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۰ھ
- کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، دار التعارف، بیروت، ۱۴۰۱ھ
- طوسی، ابو جعفر محمد بن حسن، مصباح المتہجد، چاپ سنگی
- قمی، شیخ عباس، مفاتیح الجنان، انتشارات علامہ، قم، ۱۳۸۰
- صدوق، محمد بن علی بن حسین، من لایحضرہ الفقیہ، ج۱، منشور جامعہ المدرسین الحوزۃ العلمیہ، قم، ۱۴۰۴ھ
- نراقی، ملا احمد، معراج السعادۃ، انتشارات رشیدی، تہران، بی تا
- دیلمی، ارشاد القلوب، انتشارات شریف رضی
- فیض کاشانی، محسن، المحجۃ البیضاء، دفتر انتشارات اسلامی
- دہخدا، علی اکبر، امثال و حکم، انتشارات دانشگاہ تہران

۱۔ کافی، ج۸، ص ۱۴

- طباطبائی، محمد حسین، تفسیر المیزان، جلد ۲۰، مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات
- قمی، شیخ عباس، مفاتیح الجنان، دعای ابو حمزہ ثمالی
- قیصری، داود، شرح فصوص الحکم، جزء اول، تحقیق آیۃ اللہ حسن زادہ آملی